بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی
کے بنیادی مسائل

مرتب:
شیخ محمد ارشد سکراوی

ناشر:
البر فاؤنڈیشن
۱، ونجارا مینسن، گن پاؤڈر روڈ، مجگاؤں، ڈاکیارڈ روڈ، ممبئی ۱۰۔
موبائل: 91-8898617140 / 9920955597+
ای میل: albirr.foundation@gmail.com
ویب سائٹ: www.albirr.in

بعض لوگوں کا خصی جانور کی قربانی کو سرے سے حرام اور ناجائز کہنا غیر دانشمندی اور جذباتی ہے جو یکسر دلیل کے خلاف ہے، کیونکہ اس باب میں نبی کریم ﷺ کی صریح عملی سنت موجود ہے، اس لئے جہاں توسع ہے وہاں بلا وجہ تنگی پیدا کر کے امت کو حرج میں نہیں ڈالنا چاہیے،

قربانی کے جانور کے عیوب ونقائص:

جانور کی خریداری کرتے وقت اچھی طرح سے ظاہری عیوب کو دیکھ بھال لینا چاہیے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: أمرنا رسول الله ﷺ أن نستشرف العين والاذن/ صحیح ابن ماجہ: ۲۵۴۴) نبی کریم ﷺ نے مجھے بطور خاص آنکھوں اور کانوں کے عیوب کو دیکھ لینے کا حکم دیا، حدیث میں وارد لفظ ,,استشراف: کے معنی ہیں ,,امعان النظر،، غور سے دیکھنا، جانور پر ہاتھ پھیر کر اس طرح دیکھنا کہ حدیث میں بیان کردہ ظاہری نقائص وعیوب معلوم ہو جائیں، رہے پوشیدہ عیوب جو غور وتامل اور کوشش کے بعد بھی معلوم نہ ہو سکیں تو وہ معاف ہیں، حدیث مذکور کا دوسرا حصہ جس پر شیخ البانی وغیرہ نے کلام کیا ہے، مگر بعض علماء کے نزدیک یہ روایت درجہ حسن تک پہونچتی ہے: وأن لا نضحى بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء /ترمذی: ۱۴۹۸، ابن ماجہ: ۳۱۴۲) اور ہم ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان آگے سے کٹا ہوا ہو، اور جس کا کان پیچھے سے کٹا ہوا ہو، ایسا جانور جس کا کان طول وعرض میں پھٹا ہو، اور ایسا جانور جس کے کان میں گول سوراخ ہو،

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا قربانی کے لئے کس طرح کے جانوروں سے اجتناب کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چار قسم کے جانور قربانی میں جائز نہیں ہیں، ایسا اندھا جانور جس کا اندھا پن ظاہر ہو، ایسا بیمار جس کا مرض ظاہر ہو، ایسا لنگڑا جس کا لنگڑا پن واضح ہو، انتہائی لاغر وکمزور جانور جس کی ہڈیوں پر گوشت نہ ہو، (سنن الترمذی ۱۴۹۷ صحیح)

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ حدیث براء میں بیان کردہ عیوب: بیمار، لاغرپن، اندھا اور لنگڑا جانور قربانی

میں جائز نہیں ہے، اور اسی طرح جو عیوب اسی طرح کے یا اس سے بھی فتیح ہو مثلا: اندھا اور ٹانگ کٹا جانور وغیرہ، اس حدیث کو امام مسلم اور امام بخاری رحمہم اللہ نے اپنی صحیح کے اندر تخریج نہیں کیا ہے لیکن یہ روایت صحیح ہے،، اسی طرح مذکورہ عیوب کے بالمقابل معمولی درجے کا کوئی عیب پایا جائے تو وہ صحت قربانی کے لئے مانع نہیں ہے، (شرح النووی: ۱۳/۱۲۰)

نبی کریم ﷺ نے ایسے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے جس کا نصف حصہ یا نصف سے زیادہ سینگ ٹوٹا اور کان کٹا ہو (ابن ماجہ: ۳۱۴۵) سعید بن المسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: العضب: ما بلغ النصف فما فوق ذلک / عضب یہ ہے کہ جس جانور کا سینگ نصف یا نصف سے زیادہ حصہ ٹوٹ گیا ہو، القاموس المحیط کے حوالہ سے صاحب عون المعبودؒ لکھتے ہیں: عضباء اس بکری کو کہتے ہیں جس کا سینگ اندر سے ہی ٹوٹا ہو، (عون المعبود: ۲۱/۸)

جانور خریدنے کے بعد عیب پیدا ہو جانا:

ہاں اگر جانور خریدنے کے بعد کوئی عیب پیدا ہو جائے، اور آدمی دوسرا جانور خریدنے کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو اس کی قربانی جائز اور درست ہے، اور صاحب حیثیت ہو تو دوسرا جانور خرید لینا بہتر ہے، ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: جب کوئی آدمی قربانی کا جانور خریدے اور وہ اس کے پاس بیمار پڑ جائے، یا اسے کوئی مرض لاحق ہو جائے تو ایسا جانور قربانی کے لئے جائز ہے،، (مصنف عبد الرزاق: ۸۱۶۱، اسنادہ صحیح)

اسی طرح بغیر عذر شرعی کے محض شوق آرائی میں قربانی کے لئے متعین جانور کو بدلنا جائز نہیں ہے، الا یہ کہ اس سے بہتر لانا مقصود ہو، حقیقت یہ ہے کہ اس وقت قربانی تقرب الی اللہ اور عبادت وبندگی سے زیادہ دکھاوا اور فخر و مباہات کا ذریعہ بنتی جا رہی ہے، اس لئے ہمیں اپنی اس عبادت کو اللہ کے لئے خالص کرنا چاہیے، اور اپنی استطاعت کے مطابق اللہ رب العزت کی بارگاہ میں خلوص وللہیت کے ساتھ جانور ذبح کر کے اطاعت وفرمانبرداری کا ثبوت دینا چاہیے، اپنے بندوں سے یہی اللہ تعالی کو مطلوب ہے

چمڑے کا مصرف:

قربانی کے چمڑے کا مصرف وہی ہے جو قربانی کے گوشت کا مصرف ہے، قربانی کا گوشت خود کھائے، اعزہ واقارب، دوست واحباب کو کھلائے، غرباء ومساکین کا خاص خیال کرے، چمڑا اگر ضرورت ہو تو ذاتی استعمال میں بھی لے سکتا ہے، قربانی کا کوئی بھی حصہ چمڑا سمیت بیچنا درست نہیں ہے، نہ قصاب کو اجرت میں دینا جائز ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کی قربانیوں کی نگرانی کروں اور ان کا گوشت اور چمڑا صدقہ کردوں اور قصاب کو اس سے کچھ (اجرت) نہ دوں/ مسلم: ۱۳۱۷) البتہ چمڑے کو فروخت کر کے غرباء ومساکین، اور تمام مصارف صدقات میں استعمال کیا جا سکتا ہے،

قربانی کی دعا:

قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت ,,بسم الله الله اکبر،، کے ساتھ ,,اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَذا مِنکَ وَلَکَ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي،، کہے اگر خود ذبح کر رہا ہو، اور دوسرے کی طرف سے: مِنْ: کے بعد صاحب قربانی کا نام لیں، یا صرف: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكبَرُ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي، یا من فلاں کہے،،

ایام تشریق ذی الحجہ کی ۱۳/ تاریخ تک:

☆ قربانی ذی الحجہ کی ۱۳/ تاریخ شام تک کرنا مشروع ہے اسی کو ایام تشریق کہا جاتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ,,سارا ایام تشریق ذبح کا دن ہے،، (صحیح الجامع: ۴۵۳۷) البتہ قربانی کا افضل ترین دن دسویں ذی الحجہ کا دن ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی کے نزدیک عظیم ترین دن یوم النحر یعنی دس ذی الحجہ کا دن ہے پھر اس کے بعد گیارہ ذی الحجہ کا دن، (ابوداود: ۱۷۶۵ صحیح) ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے سال میں ۶/ دن روزہ رکھنے سے منع کیا ہے، عید الفطر، عید الاضحیٰ، تین دن ایام تشریق، اور خاص کر کے جمعہ کا دن (صحیح الجامع: ۶۹۶۱) اس حدیث میں یوم النحر کے بعد تین دن نبی کریم ﷺ نے ایام تشریق بتایا ہے جس میں روزہ رکھنا منع ہے، کیونکہ یہ قربانی کے دن ہیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو قربانی جیسی عظیم عبادت کو خالص لوجہ اللہ اور سنت کے مطابق انجام دینے کی توفیق دے، اور ہماری قربانیوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔۔ آمین

قربانی کالغوی اوراصطلاحی مفہوم:

قربانی:قرب یتقرب قربانا سے ماخوذ ہے، القُربان :لغت میں کہاجاتا ہے ,,مایُتَقرَّبُ به إلی اللهِ تَعالی / ہروہ عمل جس سے اللہ تعالی کا قرب حاصل کیا جائے ،/المصباح المنیر) جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:,,اوران پر آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کا حال حق کے ساتھ بیان کردیجئے ، جب ان دونوں نے کچھ قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی ،تو اس نے (جس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی) کہا: میں تجھے ضرور قتل کردوں گا ،اس نے (جس کی قربانی قبول کر لی گئی تھی) کہا: اللہ تو متقی لوگوں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے۔،،

اصطلاحی حیثیت سے قربانی کی تعریف کرتے ہوئے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:ما یذبح من بهيمة الانعام أيام عيد الاضحى بسبب العيد تقربا الى الله عزوجل /احکام الاضحیۃ والزکاۃ ،ص۱) ,,عیدالاضحیٰ کے دنوں میں عید کی مناسبت سے بهيمة الانعام (اونٹ ،گائے ،دنبہ بھیڑا یا بکرا ،مذکر ہو یا مونث) میں سے جو اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ذبح کیا جائے اسے اضحیہ اور قربانی کہا جاتا ہے،،

ایک بکری پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے:

عطاء ابن یسارؒ کہتے ہیں میں نے میزبان رسول ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں آپ لوگوں کی قربانی کس طرح سے ہوا کرتی تھی ؟ تو آپؓ نے جواب دیا: کہ عہد رسالت میں ایک آدمی اپنی اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے ایک بکری قربانی دیتا ،خود کھاتا اور دوسروں کو بھی کھلاتا ،پھر لوگ آپس میں فخر ومباہات کرنے لگے جیسا کہ آج تم دیکھ رہے ہو (صحیح ابن ماجہ ،ارواء الغلیل :۱۱۴۲)، نبی کریم ﷺ نے اپنی اور اپنے اہل و عیال اور ساری امت کی طرف سے قربانی کرتے ہوئے فرمایا: بسم اللہ اللهُمَّ تَقبَّلُ مِن محمَّدٍ وآلِ محمَّدٍ ومِنُ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ /اس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ خطابی البستی رحمہ اللہ متوفی :۳۸۸ھ) لکھتے ہیں : اس حدیث میں دلیل ہے کہ ایک بکری آدمی اور اس کے اہل وعیال کی طرف سے کافی ہے اگر چہ ان کی تعداد زیادہ ہی کیوں نہ ہو،،/ معالم السنن:۲۲۸/۲)

علامہ شوکانیؒ کہتے ہیں: ایک بکری تمام گھر والوں کی طرف سے کافی ہو جائے گی خواہ ان کی تعداد ۱۰۰/ یا اس سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو،(نیل الاوطار ۱۸۲/۵)، لیکن اگر کسی فیملی کے بہت سے ممبران ہیں، اور سب الگ الگ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتے اور کھاتے کماتے ہیں، تو ایسی صورت میں صرف سرپرست یا کسی ایک ذمہ دار کا قربانی کرنا سب کی طرف سے کافی نہیں ہوگا ،جیسا کہ اس وقت ہمارے شہری معاشرے میں بہت سے لوگ کرتے ہیں ،ہرایک کی رہائش علحدہ رہنے کی وجہ سے ہر شخص کو اپنے بچوں کے ساتھ الگ الگ قربانی کرنی چاہئے ۔واللہ اعلم بالصواب ۔

بڑے جانور میں حصہ:

اگر مستقل ایک جانور خریدنے کی طاقت نہ ہو تو ایک بڑے جانور (اونٹ یا بیل مذکر ہو یا مونث) میں سات لوگ شریک ہو سکتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے حدیبیہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک گائے میں سات اور ایک اونٹ میں سات آدمیوں کی طرف سے قربانی دی۔(صحیح مسلم :۱۳۱۸)

البتہ بڑے جانور کے بعض حصے پر قربانی اور بعض حصے پر عقیقہ کرنا درست نہیں ہے ، جیسا کہ عوام الناس میں رائج ہے، کیونکہ عقیقہ میں مستقل جانور مطلوب ہے۔علامہ سید سابق مصری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:إن العقيقة لا تجوز فيها المشاركة/ عقیقہ میں قربانی کی طرح مشارکت جائز نہیں ہے (فقہ السنہ ۳۲۷/۳) بلکہ اونٹ اور گائے ،بھینس بڑے جانور کا عقیقہ میں ذبح کرنا سنت سے ثابت نہیں ہے (تحفۃ الاحوذی:۱۶۷/۴)

قربانی کے جانور:

گوشت کھانے اور کھلانے کے لئے کئی طرح کے جانور حلال کئے گئے ہیں ،اللہ کا فرمان ہے کہ تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں (المائدہ۔۱) قربانی ایک عبادت ہے جس میں صرف انہیں جانوروں کو ذبح کیا جانا مطلوب ہے،جس کی تفصیل کتاب وسنت میں بیان کی گئی ہے،بھیڑ میں دو قسم :سورۃ انعام کی ۱۴۳نمبر میں چوپایوں کے چار اجناس کا ذکر کیا گیا ہے ،علامہ شوکانی رحمہ اللہ ,,بهيمة الانعام ،، کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: اس

آیت میں یہ اشارہ موجود ہے کہ قربانی کے لئے صرف انعام یعنی :اونٹ ،گائے ،بھیڑ بکری ،ہی ہو سکتے ہیں ،ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی نہیں ہوسکتی ہے،(فتح القدیر:۱۱۵/۵) رہے دوسرے مویشی اور چوپائے مثلا: بھینس ،نیل گائے ، ہرن وغیرہ جنگلی یا پالتو جانوروں کی قربانی راجح قول کے مطابق درست نہیں ہے،البتہ بھینس کے متعلق علماء کی رائیں مختلف رہی ہیں ،بعض علاقوں میں بھینس کی قربانی کثرت سے کی جاتی ہے ،حکمت ومصلحت کے تحت بعض علمائے اہل حدیث نے بھینس کو گائے کے جنس پر قیاس کرکے جواز کا فتوی دیا ہے، البتہ راجح موقف یہی ہے کہ بھینس کی قربانی نہ کی جائے یہی اولی اور بہتر ہے اور اگر کہیں علماء نے جواز کا فتوی دیا ہے تو اسے وسعت ومصلحت پر محمول کرتے ہوئے تشدد کی راہ نہ اپنائی جائے۔،،

قربانی کے جانور کی عمریں :

قربانی کے جانور کی عمر سے متعلق نبی کریم ﷺ کا واضح فرمان موجود ہے ,,تم لوگ صرف دانتے ہوئے جانور کی ہی قربانی کرو، ہاں اگر وہ تم پر (ملنا یا خریدنا)مشکل ہو جائے تو بھیڑ کا جذعہ (جو ایک سال کا ہو، اگر چہ دانتا نہ ہو)ذبح کرلو،، (مسلم:۱۹۶۳)

مُسِنّة :امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: علماء کے بیان کے مطابق مسنۃ ،اونٹ گائے اور بھیڑ بکری میں سے دو دانتا ہوا یا اس سے بڑی عمر کے جانور کو کہتے ہیں (شرح نووی:۱۱۷/۱۳)

دانتا ہونے سے مراد: جس جانور کے دودھ والے اگلے دونوں دانت گر گئے ہوں،، ,,صاحب سبل السلام بیان کرتے ہیں اس حدیث میں دلیل ہے کہ بھیڑ کا ایک سال کا بچہ کسی بھی صورت میں قربانی کے لئے درست نہیں ہے الا یہ کہ دو دانتا جانور ملنا مشکل ہو جائے ،،(۱۳۵۶/۴)

قربانی والے جانور اونٹ ،گائے ،بکرا وغیرہ کے بارے میں سال معیار نہیں، بلکہ دانتا ہونا ہی اصل معیار ہے، آب وہوا کے سرد اور گرم ہونے کی مناسبت سے جانوروں کے دانت گرانے کی عمریں ہر جگہ یکساں نہیں ہوتی ہیں، اس لئے شرع کے اندر ماہ وسال کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے،، ہاں اگر دنبہ اور مینڈھا ایک

سال مکمل کرکے دوسرے سال میں داخل ہو جائے تو اس کی قربانی خاص حالات میں درست ہے۔اس طرح یاد رہے کہ کسی بھی جانور کا جذعہ مراد نہیں ہے،صرف بھیڑ کا جذعہ تنگی کی صورت میں بلا کراہت جائز اور درست ہے

☆اسی طرح حاملہ جانور کی قربانی جائز اور درست ہے ،اور اس کے پیٹ سے نکلنے والا بچہ بلا کراہت حلال ہے ، اگر مردہ ہے تو اسے ذبحہ کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر زندہ ہے تو اسے بھی ذبح کیا جائے گا ،،

قربانی کے جانور کے اوصاف:

قربانی کے جانور کے لئے کچھ اوصاف بتائے گئے ہیں ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں : نبی اکرم ﷺ نے جب قربانی کا ارادہ فرمایا تو آپ نے دو موٹے تازے ،سینگ والے چتکبرے ،خصی کئے ہوئے مینڈھے کی خریداری کی ،(سنن ابن ماجہ :۳۱۲۲ صحیح)اس حدیث سے معلوم ہوا کہ : جو شخص ایک سے زائد قربانی کرنا چاہے تو اسے جلدی کرنا چاہیے ، بلا وجہ گوشت خوری کے لئے موخر نہیں کرنا چاہیے ،جیسا کہ آج کل رسم بن گیا ہے، الا یہ کہ کسی سنت کا زندہ کرنا مقصود ہو، جیسے ۱۳ ذی الحجہ کو اس لئے قربانی کرے تا کہ لوگوں کو صحیح سنت کا علم ہو جائے ، دوسری بات : مذکر جانور کی قربانی مونث جانور سے افضل ہے ، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اکثر نر جانور ہی کا انتخاب کیا ہے، لیکن مادہ جانور کی قربانی بلا کراہت جائز اور درست ہے ،تیسری بات : دو معتدل سینگوں والا جانور بغیر سینگ والے جانور سے افضل ہے، اگر چہ پیدائشی طور پر بغیر سینگ والے جانور کی قربانی بلا کسی کراہت کے جائز ہے، چوتھی بات: خصی جانور کی قربانی بغیر کسی کراہت کے جائز اور درست ہے، کیونکہ جانور کا خصی ہونا عیب نہیں ہے ، بلکہ غیر خصی جانور کے بنسبت اس کا گوشت طیب اور لذیذ ہوتا ہے ،جمہور فقہاء نے مذکورہ حدیث کی بنا پر خصی جانور کی قربانی بلا کراہت جائز قرار دیا ہے، امام خطابی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :اس حدیث میں دلیل ہے کہ خصی جانور کی قربانی مکروہ نہیں ہے ، اگر چہ بعض علماء نے خصیہ نکالنے دینے کی وجہ سے مکروہ خیال کیا ہے، لیکن جانور کا خصی ہونا قربانی میں عیب نہیں ہے، اس لئے کہ خصی ہونے سے گوشت مزید لذیذ ہو جاتا ہے، اور گوشت سے کریہ بو ختم ہو جاتی ہے،،(عون المعبود :۱۲/۸)